www.emarsiya.com

ہوتا ہے شب کا چرخ سے عہدِ وفا تمام مٹتے ہیں آسماں سے نقوشِ ضیا تمام
اٹھتے ہیں بزمِ ماہ سے اخترِ لقا تمام کرتا ہے اہتمامِ سفر قافلہ تمام
رخصت فلک سے ہونے لگے دلبرانِ شب
ساماں سفر کا کرنے لگی کہکشانِ شب

رختِ سفر کو باندھ رہے ہیں نجومِ لیل ظلمت کا چھٹ رہا ہے جبینِ فلک سے میل
موجِ شفق ہے شرق میں جیسے لہو کی سیل مشغولِ حقِ حیات ہو والشمس کے طفیل
نجمِ سحر مثالِ جبینِ نیاز ہے
دامن عروسِ صبح کا جائے نماز ہے

www.emarsiya.com

ہے کائنات، مسجدِ معبودِ بے نیاز اشجار ہیں قطار میں جیسے صفِ نماز
منقارِ عندلیب مناجات کا ہے ساز صورت ہیں سجدگاہ کی گلہائے دلنواز
مہرِ سحر امامِ نمازِ نہار ہے
گردوں پہ چاند عابدِ شب زندہ دار ہے

موجِ رواں ہے شبنم گلشن پہ وضو مضطر ہے مرغِ قبلہ نما ہو کے قبلہ رو
نرگس کی آنکھ آنکھ ہے مصروفِ جستجو کوئل پکارتی ہے گلستاں میں تو ہی تو
ہے نقشِ گل نوشتۂ تشریح کی طرح
تازہ کلی ہے دانۂ تسبیح کی طرح

سبزہ چمن میں جیسے مصلیٰ بچھا ہوا ڈالی میں پھول رحل پہ قرآں کھلا ہوا
ہر دستِ برگ عرش کی جانب اٹھا ہوا رب سے ہے اپنے حق میں دعا مانگتا ہوا
خاکِ چمن سے جوئے کرم متصل رہے
یارب نمودِ سبزہ و گل مستقل رہے

قلبِ جبل ہے یادِ الٰہی میں اشکبار سوزِ درونِ کوہ کا آنسو ہے آبشار
دریا میں یوں حباب ابھرتا ہے بار بار جیسے نشانِ سجدہ سرِ موجِ بے قرار
اٹھتی ہے لہر دامنِ دریا میں اس طرح
سجدہ سے سر نمازی اٹھاتا ہے جس طرح

www.emarsiya.com

گیتی کا ذرہ ذرہ اطاعت گزار ہے　　پابستۂ مشیتِ پروردگار ہے
پیکر میں تابِ برق ہے سوزِ شرار ہے　　لیکن رضائے حق کے لئے خاکسار ہے
پابندِ نظم و ضبط خدا کی خوشی سے ہے
اے خاک فرشِ مجلسِ دنیا تجھی سے ہے

جیسے خمِ رکوعِ نمازی دھنک کا خم　　لبیک کہہ رہا ہے لبِ رعد دمبدم
خوفِ خدا سے رہتی ہے بادل کی آنکھ نم　　بارش ہے جیسے دیدۂ عارف کے اشکِ غم
ہے طاعتِ خدا کہ چمن میں ہوا چلے
ورنہ کہاں مجال کہ بادِ صبا چلے

ترسیدہ قلبِ برق تپاں ہے سحاب میں　　جلوہ نما ہے خوفِ خدا پیچ و تاب میں
جب مچھلیوں کے کھلتے ہیں لب اضطراب میں　　چپکے سے نام لیتی ہیں خالق کا آب میں
دریا کی موج اپنا سفینہ ڈبو گئی
رب کی تلاش تھی تو سمندر میں کھو گئی

مغرب کے وقت چاند ستارے بصد نیاز　　نکلے ہیں اپنے برجِ شرف سے پئے نماز
کر کے تجلیوں سے وضو اخترانِ ناز　　ہوتے ہیں کہکشاں کے مصلّے پہ سرفراز
قندیلِ بندگی کو فروزاں کئے رہے
تارے تمام رات چراغاں کئے رہے

www.emarsiya.com

نکہت فشاں فضا میں ہے دامانِ بوستاں　　کیا جانے کس طرف چلا خوشبو کا کارواں
جلتے ہوئے اگر کا مہکتا ہوا دھواں　　تحلیل ہو رہا ہے سرِ بزمِ لامکاں
اٹھتا ہے شعلہ شمع کا تعظیم کے لئے
مضطر ہے لَو چراغ کی تسلیم کیلئے

قائم ہیں اپنے حال میں اشجارِ کوہسار　　کھولے ہیں منہ دعا کے لئے پربتوں کے غار
ہے آبشار شوقِ عبادت میں بے قرار　　پتھر پہ گر کے سر کو پٹکتا ہے بار بار
مشکل سفر ہے سخت ہیں جادے تلاش کے
دیکھا ہے موجِ آب نے پتھر تراش کے

موجِ غمِ عذاب ہے موجِ شراب میں　　جیسے کہ دل کا ڈر نظر آتا ہے خواب میں
ہو کر ہوا اسیر حصارِ حباب میں　　کرتی ہے بار بار دعا پیچ و تاب میں
پروردگار قیدیٔ زنداں کو چھوڑ دے
گھٹتا ہے دم حباب کی دیوار توڑ دے

موجِ شمیمِ باغ پریشاں ہے کو بکو　　کرتی ہے بادِ صبح گلستاں میں جستجو
بنتی ہے داغ سینۂ لالہ کی آرزو　　ہے سوسنِ چمن کی زباں محوِ گفتگو
قمری گلے میں طوقِ اطاعت کو ڈال کے
گلشن میں گونجتی ہے کلیجہ سنبھال کے

www.emarsiya.com

سورج کے مہ کو تکتا ہے سورج مکھی کا پھول　　انوار کے دیار میں خورشید ہے رسول
شاید زبانِ حال سے کہتا ہے یہ ببول　　اللہ دے تو ہے خلشِ خار بھی قبول
ہیں اپنی چاشنی میں مگن شاخِ تر کے پھل
کرتے ہیں سجدہ گر کے زمیں پر شجر کے پھل

نقشِ جبیں سراب میں ریگِ رواں کا ہے　　شعلہ چراغِ شام میں سوزِ نہاں کا ہے
جلوہ سحر میں خالقِ کون و مکاں کا ہے　　موجِ ہوا کے شور میں لہجہ اذاں کا ہے
شاہد ہیں خار غم کی جبھن ہے ببول میں
زردی ہے سوزِ عشق کی سرسوں کے پھول میں

بن میں نہالِ بید کی لرزاں ہے ڈال ڈال　　قہرِ خدا سے جیسے لرزتے ہیں اہلِ حال
رقصاں ہے کیفِ عشق میں طاوسِ خوش جمال　　جیسے حرم سرا میں عروسِ جواں کی چال
کلیاں چٹک رہی ہیں کہ رب سی دعا کریں
لب کھولتے ہیں پھول کہ حمد و ثنا کریں

دیکھی ہے آفتاب نے جب صورتِ زوال　　قندیل لے کے نکلے ہیں سیارِ خوش جمال
جلوہ فگن ہے محفلِ انجم میں یوں ہلال　　جیسے کسی نے کھینچا ہے نقشِ لبِ بلال
صف بستہ پیکرانِ مجازی کھڑے ہوئے
چھٹکے نجوم جیسے نمازی کھڑے ہوئے

www.emarsiya.com

مصروفِ جستجو میں شعورِ بشر بھی ہے — جو لامکاں ہے اس کا سرِ خاک گھر بھی ہے
جس کی کوئی خبر نہیں اس کی خبر بھی ہے — غائب بھی ہے نگاہ سے پیشِ نظر بھی ہے
ملتا ہے اور ملنے کا امکان بھی نہیں
پہچان بھی ہے اور کوئی پہچان بھی نہیں

جنباں ہیں لب ستائشِ معبود کیلئے — پیشانیوں کے سجدے ہیں مسجود کے لئے
شاہد ہے آنکھ جلوۂ مشہود کے لئے — گریہ متاعِ شکر ہے مولود کے لئے
جب بھی پڑی ہے فہم میں عرفان کی طرح
دل پارہ پارہ ہو گیا قرآن کی طرح

اس مسجدِ ریاضِ عبادت میں اک طرف — صف بستہ آکے ہوتا ہے ابن شہ نجف
دشتِ بلا میں بچھتی ہے انصارِ حق کی صف — تیرِ ستم سے ہوتے ہیں تشنہ دہن ہدف
زخمی ہیں جسم تیروں سے اہلِ نیاز کے
بھیگے ہوئے ہیں خوں سے مصلے نماز کے

جب عازم وغا ہوئے صحرا میں اہلِ کیں — جب طبل کی دھمک سے دہلنے لگی زمیں
جب لشکرِ یزید میں تلواریں کھنچ گئیں — اٹھے مصلے چھوڑ کے انصارِ شاہِ دیں
نصرت کے اشتیاق میں دل جھومنے لگے
قبضوں کو ان میں تشنہ دہن چومنے لگے

www.emarsiya.com

پہلی شکست شمرِ جفا کار کھا گیا　　حرؑ تیرگی سے ہٹ کے اُجالے میں آگیا
چشمِ سپاہِ شام سے پردہ اٹھا گیا　　قبلہ نما تھا فوج کو قبلہ دکھا گیا

بے دیں ہیں جو عدو ہے شہِ مشرقین ہیں
مولائے روزگار امامِ حسینؑ ہیں

بازی بن زیاد سے سرورؑ نے جیت لی　　یہ جنگ تشنہ کاموں کے لشکر نے جیت لی
تہذیب کی وغاشہِ صفدر نے جیت لی　　اخلاق کی لڑائی بہتر نے جیت لی

لشکرِ امیرِ شام کا بے تاب ہوگیا
بیٹا علی کا رن میں ظفر یاب ہوگیا

حملہ ہوا سپاہِ ستمگر کی سمت سے　　حرؑ رن میں آئے سبطِ پیمبرؐ کی سمت سے
ناوک چلے دمشق کے لشکر کی سمت سے　　لپکی قضا کی تیغ دلاور کی سمت سے

بڑھتے ہوئے قدم حرؑ غازی کے روک دے
کس کی مجال ہے کہ بہادر کو ٹوک دے

دشتِ بلا میں پہلی وغا تھی دلیر سے　　بزدل تھے اور رن میں مقابل تھے شیر سے
جانیں بچا رہے تھے شقی ایر پھیر سے　　برسی نہ وہ گھٹا جو گرجتی تھی دیر سے

جوہر حسامِ مردِ دلاور کا کھل گیا
بارش ہوئی لہو کی تو میدان دھل گیا

www.emarsiya.com

دَر آیا شیرِ لشکرِ اعدا کے درمیاں تیغِ جری نے کھول دیئے بندِ استخواں
تن کے قفس سے اُڑنے لگے طائرانِ جاں تھی زندگی عزیز، لرزتے تھے پہلواں
کھنچتی تھی جب حمایتِ سبطِ نبیؐ کی تیغ
دشمن کو یاد آتی تھی رن میں علیؑ کی تیغ

بپھرا ہوا اسد تھا غضب میں جلال میں حاجت تھی خونِ گرم کی پانی کے کال میں
قبضہ تھا تیغ تیز کا دستِ کمال میں دشمن پھنسا تھا اپنی ہی سازش کے جال میں
کتنے ہی سانپ گھاٹ اجل کے اتر گئے
جو دیں کی آستیں میں چھپے تھے وہ مر گئے

شیدائے اہلبیتِ پیمبرؐ سے جنگ تھی سبطِ نبیؐ کے ناصر و یاور سے جنگ تھی
حق آشنا فدائی سرورؑ سے جنگ تھی کوئی ہنسی نہیں تھی دلاور سے جنگ تھی
روئے سیاہ فوجِ ستمگر کا زرد تھا
وہ حرؑ تھا سورما تھا بہادر تھا مرد تھا

سب بھاگتے تھے دشت سی منہ پھیر پھیر کے ڈر تھا کہ رک سکیں گے نہ حملے دلیر کے
تھے ناگوار شمر کو لمحات دیر کے بولا کہ قتل کر دو دلاور کو گھیر کے
کیوں ڈر رہے ہو کام لو ہوش و حواس سے
ناوک چلاؤ دور سے تلوار پاس سے

www.emarsiya.com

بے دیں پلٹ پلٹ کے بنا دیں کی ڈھا گئے فتنے اٹھا اٹھا کے قیامت جگا گئے
دشمن سمٹ سمٹ کے سرِ دشت آ گئے سورج کی دھوپ چھپ گئی بادل چھا گئے

تیغ و سنان و تیر کی بارش تھی شیر پر
پوری سپاہ ٹوٹ پڑی تھی دلیر پر

رن میں حبری کو گھیر لیا فوجِ شام نے ہمت بڑھا دی شیر کی اس اژدھام نے
جو آ گیا حسامِ دلاور کے سامنے اس کے لہو کو پی لیا پیاسی حسام نے

بازو تھکے نہ تیغ کی رفتار کم ہوئی
لیکن نہ رن میں فوجِ جفا کار کم ہوئی

سر پر لگی حسام جبیں سے لہو بہا سرور سے قتل گاہ میں حرؑ سرخرو ہوا
مہماں نے میزباں کے حق کو ادا کیا گھوڑے سے گر کے سبطِ پیمبرؐ کو دی صدا

ہے آخری سلام دلِ نا صبور کا
مولاؑ نثار ہوتا ہے خادم حضور کا

جانِ بتولؑ، روحِ شہنشاہِ کائنات مولائے روزگار امامِ رہِ نجات
عقدہ کشائے خلقت و حلاّلِ مشکلات بسمل کے پاس آ گیا چارہ گرِ حیات

دل حرؑ کا مثلِ غنچہ مسرت سے کھِل گیا
تکیہ امامِ وقت کے زانو کا مل گیا

www.emarsiya.com

رومالِ فاطمہؑ شہِ صفدر نے باندھ کے　　روکا لہو کی دھار کو سرورؑ نے باندھ کے
شیرازہ صبر کا بنِ حیدرؑ نے باندھ کے　　اپنی کمر کو سبطِ پیمبرؐ نے باندھ کے
میّت اٹھائی گنجِ شہیداں میں لیکے آئے
اک اور زخم شاہ رگِ جاں میں لیکے آئے

عجلت مسافروں کو تھی جنت کی راہ میں　　باقی رہا نہ کوئی بھی انصارِ شاہ میں
زندہ تھے کچھ عزیز گرامی سپاہ میں　　حاضر تھے جو حضورِ شہِ حق پناہ میں
اصرار کر کے بادشہِ مشرقین سے
اذنِ جہاد مانگ رہے تھے حسینؑ سے

زندہ تھے اب زُہیرؓ نہ باقی تھے اب حبیبؓ　　تھے لشکرِ ستم میں مبارز طلب نقیب
چُپ چُپ کھڑا تھا دشتِ بلا میں شہِ غریبؑ　　قاسم تڑپ کے آ گئے شبیر کے قریب
قدموں پہ سر جھکایا تو دل جھومنے لگا
سرورؑ کے ہاتھ جانِ حسنؑ چومنے لگا

نزدِ امام آ گئے عباسِ نامدار　　نظریں جھکا کے بولے کہ اے شاہِ دیں وقار
تاخیرِ اذنِ جنگ سے قاسمؑ ہیں بیقرار　　رو کر کہا حسینؑ نے تم پر چچا نثار
آ کر میں بھی بھائی کے حق کو ادا کروں
دولہا بنا کے راہِ خدا میں فدا کروں

www.emarsiya.com

خیمے میں لائے قاسمؑ گلگوں قبا کو شاہؑ　　کھینچی زمیں پہ بیٹھ کے سرورؑ نے سرد آہ
بولا جگر کو تھام کے وہ شاہِ حق پناہ　　اللہ میرے درد و الم کا ہے تو گواہ
توفیقِ صبر دے گھڑی رنج و محن کی ہے
قاسمؑ کا یہ نکاح وصیت حسنؑ کی ہے

ہمشیر سے یہ کہنے لگے شاہِ خستہ تن　　کر دو سنگھار فاطمہ کبریٰ کا اے بہن
تبدیل کر دو اپنے بھتیجے کا پیرہن　　پڑھنا ہے مجھ کو عقد یہ دولہا ہو وہ دلہن
بیٹی کی بیوگی کا بھی دل میں الم رہے
صدموں میں میرے کوئی بھی صدمہ نہ کم رہے

بولیں یہ سر کو پیٹ کے بانوؑ کہ اے امامؑ　　آفت کی کیا گھڑی ہے مصیبت کا کیا مقام
غربت کے بن میں ہائے یہ شادی کا اہتمام　　تشنہ جگر دلہن بھی ہے دولہا بھی تشنہ کام
یہ بیکسی ہے آب نہیں ہے غذا نہیں
سہرا نہیں ہے پھول نہیں ہیں حنا نہیں

زینبؑ سے بولیں زوجۂ شبیرؑ کر میں نثار　　بی بی خوشی کا وقت ہے بے شک ہیں غم ہزار
ہیں آپ صبرِ فاطمہؑ زہرا کی ورثہ دار　　دیجے دلِ شکستۂ شبیرؑ کو قرار
سہرا اگر نہیں ہے تو مادر کو غم نہیں
بی بی لہو کی دھاروں کا سہرا بھی کم نہیں

www.emarsiya.com

اٹھو مرے چمن کو جمالِ بہار دو　　میرے یتیم بچے کے دل کو قرار دو
میلے ہیں میرے لال کے کپڑے اُتار دو　　دولہا بنا دو میرے پسر کو سنوار دو
سر کے لئے عمامۂ شاہِ زمن تو ہے
بی بی نہیں ہے کچھ تو قبائے حسنؑ تو ہے

زینبؑ نے یہ سنا تو ہوئیں اور اشکبار　　بولیں کہ میرے بھائی کی دولہا ہے یادگار
یہ بھی ہے میری ماں کے گھرانے کا افتخار　　گلزارِ مجتبیٰؐ کے گلِ تر پہ میں نثار
میں ہوں پھوپھی کلیجہ میں تابِ الم نہیں
قاسمؑ بھی مجھ کو عون و محمد سے کم نہیں

کبریٰ ہے روحِ فاطمہؑ جانِ شہِ حنین　　قاسمؑ ہے سبطِ سرورِ عالم کا نورِ عین
دونوں ہیں میرے قلب کی ٹھنڈی جگر کا چین　　یہ لالۂ حسنؑ ہے تو وہ نرگسِ حسینؑ
جو مرضیٔ امامِ جہاں ہے وہ ٹھیک ہے
بھائی کی ہر خوشی میں بہن بھی شریک ہے

یہ کہہ کے اٹھیں خاک سے زینبؑ جگر فگار　　آئیں گلے لگانے بھتیجی کو بے قرار
بولیں یہ چوم چوم کے رخسار بار بار　　بیٹی نہ اشکبار ہو تجھ پر پھوپھی نثار
لازم ہے صبر بیٹی شہِ کربلا کی ہو
قاسمؑ کی تم دلہن ہو بہو مجتبیٰؐ کی ہو

www.emarsiya.com

بولی یہ رو کے خواہرِ سلطانِ تشنہ کام — جلدی دلہن بناؤ کہ ہیں منتظر امام
اے لوگو گوندھ دے کوئی گیسوئے مشک فام — مل دے کوئی ہتھیلی میں مہندی برائے نام
مٹھی پسیجنے سے حنا بھیگ جائے گی
رنگت نہیں تو ہاتھ سے خوشبو تو آئے گی

افشاں جما کے کوئی جبیں کو نکھار دے — سرمہ لگا دے کوئی دلہن کو سنوار دے
بڑھ کر کوئی عروس کا صدقہ اتار دے — اللہ طولِ عمر دے عزّ و وقار دے
کلثوم ماں کا خلعتِ شادی نکال دو
سر پر ردائے بنتِ پیمبر کو ڈال دو

فضہ کنیزِ دخترِ پیمبرِ زمن — کشتی میں لائی بنتِ محمدؐ کا پیرہن
ماں کا لباس دیکھ کے کلثومِ خستہ تن — بانہیں بہن کے ڈال کے رونے لگی بہن
زینبؑ پکاریں اے مری ہمشیر اب نہ رو
ہو گی بھتیجی اور بھی دلگیر اب نہ رو

لینے رضا عروس کی عباسِ نامدار — آئے قریبِ زینبؑ و کلثومِؑ ذی وقار
سر کو جھکا کے بولا وہ سرور کا جاں نثار — کیا دیر ہے گراں ہے شہِ دیں کو انتظار
بولی بہن کہ چارۂ تقدیر کچھ نہیں
آراستہ عروس ہے تاخیر کچھ نہیں

www.emarsiya.com

بھائی کا ہاتھ تھام کے آئیں دلہن کے پاس ہر سمت نامرادیاں ہر سُو ملال و یاس
پہلو میں درد سینے میں بھڑکی ہوئی وہ پیاس آنکھوں میں اشک چہرۂ انور اُداس اُداس

بولیں رضا دو بیٹی ہے فرمان باپ کا
عباسؑ کو وکیل بنایا ہے آپ کا

لے کر رضا عروس کی عباسِ نامدار آئے قریب بولے کہ اے شاہِ ذی وقار
مجھ کو دیا ہے فاطمہ کبریٰ نے اختیار صیغہ پڑھیں نکاح کا مولائے روزگار

بدلا نہیں کسی نے کبھی سرنوشت کو
باندھا ہے میں نے مہر میں ارضِ بہشت کو

جب پڑھ چکے نکاح کا صیغہ شہِ انام اٹھا سلام کے لئے نوشاہِ تشنہ کام
چومے قدم چچا کے پھوپھی کو کیا سلام دینے لگا دعائیں علمدارِ نیک نام

آیا قریبِ مادرِ ناشاد جھوم کے
ماں نے گلے لگا لیا ماتھے کو چوم کے

آیا دلہن کے پاس وہ مہ رُو دل فگار بولا نصیب پر نہیں انساں کا اختیار
مجھ کو پدر یہ آپ کے کرنا ہے سرنثار دیجے مجھے اجازتِ میدانِ کارزار

لینا ہے رن میں دادِ شجاعت سپاہ سے
قاتل پکارتے ہیں مجھے رزم گاہ سے

www.emarsiya.com

بولی دلہن کہ اے مرے سرتاج الوداع　　اے پیشوا و رہبر منہاج الوداع
اے روح و جانِ صاحبِ معراج الوداع　　رکھیئے گا بی بیوں میں مری لاج الوداع
وہ جنگ ہو شقی کہیں کرار آپ کو
عباسؑ نے سکھائی ہے تلوار آپ کو

نوشاہ منہ کو دیکھ کے حسرت سے رو دیا　　فطرت نے دل کو موجِ الم میں ڈبو دیا
جیسے جگر میں درد نے کانٹا چبھو دیا　　آنچل کو آنسوؤں سے دلہن نے بھگو دیا
داغِ فراقِ عالمِ فانی میں دے گیا
نوشاہ اپنی یاد نشانی میں دے گیا

نکلا حرم سرا سے حسنؑ کا وہ گلعذار　　چہرے سے نورِ حیدرِ کرار آشکار
یہ عمر تھی کہ قد سے بھی بالا تھا راہوار　　عباسؑ نے فرس پہ بٹھایا بصد وقار
جھک کر کیا سلام چچا کی جناب میں
آئے نہ دونوں پاؤں فرس کی رکاب میں

دشتِ وغا میں قاسمِ گلگوں قبا چلے　　رہواریوں رواں ہوا جیسے ہوا چلے
کچھ دور ساتھ ساتھ شہِ کربلا چلے　　جیسے پسر کے ساتھ پدر کی دعا چلے
روتے تھے شاہ جلوۂ شبّر نظر میں تھا
صفین کی لڑائی کا منظر نظر میں تھا

www.emarsiya.com

اس وقت بھی لڑائی تھی دریا کے گھاٹ پر　　اس وقت بھی کناروں پہ بیٹھے تھے اہلِ شر
اس وقت بھی سپاہ بدانجام و بد سیر　　گمراہ تھی کہ جادۂ حق سے تھی بے خبر
جو شکل آج قاسمؑ گل پیرہن کی ہے
تصویر ہو بہو وہ جمالِ حسنؑ کی ہے

پوشاک زرد زرد، عمامہ گلاب رنگ　　صحرا کی تیز دھوپ میں چہرا شہاب رنگ
دکھلا رہا تھا بن میں رخِ انقلاب رنگ　　گرمی سے خود بدلنے لگا آفتاب رنگ
جب بھی بگولے اٹھتے تھے قہر و بلا کیساتھ
ڈر تھا کہ اڑ نہ جائے بیاباں ہوا کے ساتھ

وہ سوز وہ تپش وہ حرارت وہ التہاب　　برسا رہا تھا خاک پہ انگارے آفتاب
بادِ سموم دشت میں کھاتی تھی پیچ و تاب　　کروٹ بدل رہی تھی تمازت سے سیلِ آب
پانی میں تھے حباب کے لالے پڑے ہوئے
رہ رہ کے تھے پائے موج میں چھالے پڑے ہوئے

اڑتے ہوئے پرند کے جلتے تھے بال و پر　　ذراتِ ریگِ دشت تھے دہکے ہوئے شرر
عریاں تھی شاخ شاخ تپاں تھا شجر شجر　　پھینکے تھے برگِ سبز کے کرتے اتار کر
تھے پربتوں کی آڑ میں جنگل چھپے ہوئے
ساگر کی تہہ میں بیٹھے تھے بادل چھپے ہوئے

www.emarsiya.com

نکلا تھا آج عرصۂ محشر کا آفتاب کھاتی تھی جوش چشمۂ حیواں کی موجِ آب
ارواح کو تھا عالمِ برزخ میں پیچ و تاب زیرِ کفن تھا قبر میں مُردوں کو اضطراب
کربِ وبلا کے بن میں تھی آفت کی دوپہر
یہ دوپہر تھی روزِ قیامت کی دوپہر

پرچھائیاں لرزتی تھیں پیکر کی آڑ میں بیٹھی تھیں حسرتیں دلِ مضطر کی آڑ میں
چنگاریاں نہاں ہوئیں پتھر کی آڑ میں پانی چھپا تھا دامنِ خنجر کی آڑ میں
مٹی تھی سرخ سرخ کہ تپ تپ کے جل گئی
ریگِ رواں کی سرمئی رنگت بدل گئی

اڑتی تھی گردِ راہ کہ جیسے دھواں اُڑے آندھی میں جیسے طائرِ بے آشیاں اُڑے
جیسے زبانِ تشنہ سے دودِ فغاں اُڑے جیسے غبارِ جادۂ بادِ خزاں اڑے
آتی نہ تھی صدائے جرس رہگزار میں
منزل چھپی تھی پردۂ گرد و غبار میں

تھے خشک تشنگی سے شعورِ بشر کے لب مانندِ برگ زرد تھے تشنہ جگر کے لب
سوکھے ہوئے تھے طائرِ فکر و نظر کے لب پپڑی جمی تھی کھلتے نہ تھے چشمِ تر کے لب
جلتی تھی سانس سینے سلگتے تھے آہ سے
لگتے تھے چرکے آنکھ میں تارِ نگاہ سے

www.emarsiya.com

چہرے کو نورِ برقِ تجلا کہیں تو کم　　زہرہ کہیں تو کم ہے ثریا کہیں تو کم
رفتار کو روانیٔ دریا کہیں تو کم　　طاقت کو زورِ ضیغمِ صحرا کہیں تو کم
پائے رمیدہ آہوئے صحرائی کی طرح
تن میں پلک حسینوں کی انگڑائی کی طرح

وہ دلبری کہ دل کا تقاضا کرے تو کم　　وہ خوش ادا کہ خونِ تمنا کرے تو کم
وہ بانکپن کہ حشر کو برپا کرے تو کم　　وہ تیز رو کہ قصدِ ثریا کرے تو کم
اس کے لئے یہ فاصلہ اک چوکڑی کا ہے
گیتی سے آسماں کا سفر دو گھڑی کا ہے

راہِ سفر تمام ہوئی دشتِ زشت کی　　حامی سپاہِ ظلم تھی اہلِ کنشت کی
پہلے سے مل گئی تھی خبر سرنوشت کی　　آئی ہوا فرس کو بھی باغِ بہشت کی
اڑتا ہوا پہاڑ سرِ دشت جم گیا
نزدِ سپاہِ شام فرس آکے تھم گیا

قاسم پکارے پیشِ صفِ لشکرِ ستم　　لو آ گئے وغا کے لئے دشتِ کیں میں ہم
شامل ہمارے دل میں ہے عشقِ شہِ اُمم　　حملہ کرے وہ ہم پہ ہو بانو میں جس کے دم
ہم کو لہو بہا کے ستم کی سپاہ کا
صدقہ اُتارنا ہے شہِ حق پناہ کا

www.emarsiya.com

پہچان لو کہ نورِ نگاہِ حسنؑ ہوں میں　　پہچان لو کہ شمعِ دلِ پنجتن ہوں میں
پہچان لو کہ خویشِ امامِ زمن ہوں میں　　پہچان لو کہ جانِ شہِ بے وطن ہوں میں
مولا کا یہ کرم ہے کہ میں کامیاب ہوں
یثرب سے تا بہشتِ بریں ہمرکاب ہوں

شہ پر ستم کو ڈھا کے جہانِ خراب میں　　سوچو کہ کیا کہو گے خدا کی جناب میں
کیونکر چلو گے بزمِ رسالتمآب میں　　بیٹھو گے کیسے انجمنِ بوتراب میں
جاؤ گے کس طرف کو قیامت میں بھاگ کے
شعلے لپیٹ لیں گے جہنم کی آگ کے

ناوک چلے کلامِ مجاہد ہوا تمام　　لشکر نے کی پہل تو برا مد ہوئی حسام
کاوادیا فرس کو چلا اسپِ تیز گام　　چھٹنے لگا سپاہِ ستمگر کا اژدھام
تلوار خوں کے غسل سے بے باک ہوگئی
قرآں کی سورتوں کی طرح پاک ہوگئی

تھی شعلہ خو تو آگ لگاتی ہوئی چلی　　تازہ لہو کے تھالے بناتی ہوئی چلی
سرکش کے سر زمیں پہ گراتی ہوئی چلی　　آدابِ مرگ رن میں سکھاتی ہوئی چلی
باطل شعار فوج کے پرچم جھکا دیئے
تلوار نے سپاہ کو سجدے کرا دیئے

www.emarsiya.com

در آیا شیر فوجِ ستمگر کے قلب میں ڈالا شگاف دشمنِ سرور کے قلب میں
رقصاں تھی تیغ فوجِ بداختر کے قلب میں دو چار لحظہ سیر کی لشکر کے قلب میں
باطل نواز فوج تھی باطل شکن تھی تیغ
دشمن کا خون پینے کو تشنہ دہن تھی تیغ

ہو کر نبرد آزما چالاک ہو گئی بے باک تھی تو اور بھی بیباک ہو گئی
آئی جو میمنہ میں تو سفاک ہو گئی پہونچی جو میسرہ میں غضبناک ہو گئی
مانگی پناہ تیغ سے افواجِ شام نے
پائے تھے ذوالفقار کے جوہر حسام نے

بجلی گری تھی فوج پہ تیغِ رواں نہ تھی پیکر ملے تھے خاک میں پیکر میں جاں نہ تھی
جس نے زباں دراز کی اس کی زباں نہ تھی بھگدڑ پڑی تھی دشت میں جائے اماں نہ تھی
جب خوب رن میں خون کی برسات ہو گئی
ازرق سے راستے میں ملاقات ہو گئی

ایک پیکرِ فریب تھا اک پیکرِ وفا اک صورتِ عذاب تھا اک رحمتِ خدا
باطل شعار ایک تھا اک حق کا آئینہ گمراہ ایک، ایک زمانے کا رہنما
بزدل تھا ایک، ایک شجاعت مآب تھا
اک ظلمتِ تمام تھا اک آفتاب تھا

www.emarsiya.com

سیراب و سیر ایک تھا اک رن میں تشنہ کام　　اک حریت پسند تھا اک فطرتاً غلام
اک دشمنِ امام تھا اک دلبرِ امام　　دونوں تھے ضد کہ ایک سحر تھا تو ایک شام
اک سمت تیرگی تھی اُجالا تھا اک طرف
اک سو تھی کالی رات، سویرا تھا اک طرف

دونوں صندوں کے درمیاں چلنے لگی حسام　　مشہور پہلواں کے مقابل تھا تشنہ کام
دیکھا جو رن کا رنگ تو مضطر ہوئے امام　　سجدے میں سر جھکا کے کیا شاہ نے کلام
اللہ تجھ کو شاد کرے کامراں کرے
مجھ پر نہ فخر رن میں کوئی پہلواں کرے

سجدہ بہ سر تھا رن میں پیمبرؐ کا نورِ عین　　خالق نے کی قبول دعائے لبِ حسینؑ
عباسؑ یہ پکارے کہ اے شاہِ مشرقین　　اللہ نے دیا مرے مولا کے دل کو چین
ازرق نہیں تھا عمرو سے حیدرؑ کی حرب تھی
پوتے کی تیغ تیز تھی دادا کی ضرب تھی

لرزاں تھے دشتِ کیں میں ستمگار فوج کے　　ڈھالوں میں منہ چھپاتے تھے بدکار فوج کے
اپنے حواس کھوئے تھے سردار فوج کے　　حیران و فکرمند تھے سالار فوج کے
شمرِ فساد خو کا دلِ پُر فتن ڈرا
ازرق ہوا تمام تو ہر پیل تن ڈرا

www.emarsiya.com

نظریں بچا کے دشمنِ ایماں کئی چلے　　چھپتے چھپاتے پشت کی جانب شقی چلے
اعدائے خاندانِ علیؑ و نبیؐ چلے　　جیسے کہ روشنی سے الگ تیرگی چلے
ڈالا گیا فریب کا پردہ لڑائی میں
اخلاق کا زوال ہے دھوکا لڑائی میں

اسپِ سُبک خرام کی چھوڑے ہوئے لجام　　مصروف تھا جہاد میں شبرؑ کا لالہ فام
جھک کر فرس پہ بیٹھا تھا اک سمت تشنہ کام　　پشت جری سے سر پہ لگی ضربتِ حسامؔ
نوشاہ کی جبینِ حسیں پر نثار تھیں
سہرا تھا خوں کی دھاروں کا لیلاں ہزار تھیں

جتنے جفا شعار تھے پُرجوش ہو گئے　　قاسمؑ جبیں کے خون سے گلپوش ہو گئے
نکلا لہو تو خاک پہ بے ہوش ہو گئے　　شبیرؑ کو پکار کے خاموش ہو گئے
کم کم تھا نور آنکھوں میں خونابیوں کے ساتھ
حملہ کیا حسینؑ نے بیتابیوں کے ساتھ

چمکی شعاعِ تیغِ علی ظلمتیں چھٹیں　　اہلِ ستم کی بوئی ہوئی کھیتیاں کٹیں
حلقے سپاہِ شام کے ٹوٹے صفیں پھٹیں　　فوجیں کبھی بڑھیں تو کبھی دور تک ہٹیں
نوشاہ کے لہو سے زمیں لال ہو گئی
بھگدڑ پڑی تو لاش بھی پامال ہو گئی

www.emarsiya.com

فریاد کی حسینؑ نے عباسؑ نے فغاں ہمصورتِ رسولؐ تھا صحرا میں نوحہ خواں
شورِ فغاں نے دی خبرِ مرگِ ناگہاں رونے لگیں خیام میں زہراؑ کی بیٹیاں

آئے حرم میں شاہؑ سنانی لئے ہوئے
سہرے کے پھول غم کی نشانی لئے ہوئے

بولے کہ رنج و غم سے نہ گھبراؤ بی بیو سر اپنا پیٹ لے نہ دلہن جاؤ بی بیو
کبریٰ کو میرے پاس ذرا لاؤ بی بیو رنڈ سالہ میری بیٹی کو پہناؤ بی بیو

اُجڑی ہوئی بہارِ تمنا کو دیکھ لوں
لاؤ کہ میں بھی صورتِ کبریٰ کو دیکھ لوں

اب مرثیہ تمام کرو نظمِ حزیں اس سے زیادہ کہنے کی دل میں سکت نہیں
رکھ دو زمیں پہ سجدۂ تسلیم میں جبیں عزت دے اپنے بندے کو ای ربِ عالمیں

تا عمر مدح خوانِ شہِ کربلا رہوں
جب تک جیوں ثنا گرِ آلِ عبا رہوں